اہل بیت رضی اللہ عنہم

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

یہ اہل سنت کا امتیازی وصف ہے کہ انہیں حق جس طرف پھیرتا ہے، وہ پھر جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں توسط عطا فرمایا ہے، افراط وتفریط اور غلو وتقصیر سے محفوظ رکھا ہے، ان کے یہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام ومرتبہ کو ''کما کان'' کی بنیادوں پر تسلیم کرنے کی روش ہے۔ دواوین اسلام اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عطر بیز تذکروں سے معطر ہیں، اہل سنت، اہل بیت کے متعلق افراط وتفریط سے محفوظ رکھے گئے ہیں، یہ نہیں ہوسکتا کہ ہم ان کے فضائل کا انکار کر دیں یا پھر انہیں ان کے اصل مرتبہ سے بڑھا کر صدیق وفاروق سے بڑھا دیں اور بسا اوقات خدا کے مقابلہ میں لا کھڑا کریں، اہل سنت والجماعت کے یہاں محبتِ اہل بیت، عین ایمان اور ان سے بغض نفاق کی نشانی ہے اور ان کا احترام واجب ہے، اللہ کریم فرماتے ہیں:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾(الأحزاب: 33)

''اہل بیت! اللہ نے آپ سے گندگی دور کرنے کا ارادہ کر لیا ہے اور آپ کی تطہیر کر دی ہے۔''

اس آیت کریمہ میں اہل بیت کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔

ام المومنین، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَّعَلَيْهِ مِرْطٌ مُّرَحَّلٌ، مِنْ شَعْرٍ أَسْوَدَ، فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ، ثُمَّ جَاءَ تْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا، ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ قَالَ : ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾(الأحزاب : 33)

''رسول اللہ ﷺ ایک صبح گھر سے نکلے، آپ نے سیاہ اونی چادر اوڑھ رکھی تھی۔ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما آئے، تو آپ نے انہیں اس چادر میں داخل کر لیا، پھر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ آئے، ان کو بھی چادر میں داخل کر لیا، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں، تو انہیں بھی چادر میں لے لیا، آخر میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے، تو انہیں چادر میں داخل کر کے قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾(الأحزاب : 33)

''اہل بیت! اللہ نے آپ سے گندگی دور کرنے کا ارادہ کر لیا ہے اور آپ کی تطہیر کر دی ہے۔''

(صحیح مسلم : 2424)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آیت تطہیر کے نزول کے موقع پر سیدنا حسن و حسین، سیدہ فاطمہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم کو چادر میں لے کر فرمایا:

أَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي وَخَاصَّتِي .

”اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں اور میرے خاص لوگ ہیں۔“

(مسند الإمام أحمد : 292/6، وسندهٗ صحيحٌ)

اسی طرح فرمان باری تعالیٰ:

﴿إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾(الشّوریٰ : 23)

کی تفسیر میں امام سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہاں قربیٰ کی مودت سے مراد محمد کریم ﷺ کے اہل بیت ہیں۔سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر یوں کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ قریش کے بطن سے نہیں ہیں، البتہ ان کے اور رسول اللہ کے درمیان ایک قرابت تھی، تو اسی کے متعلق آپ نے فرمایا: میرے اور آپ کے درمیان جو قرابت ہے، اس کو تو ملایئے۔(صحيح البخاري : 4818)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَالْحَقُّ تَفْسِيرُ الْآيَةِ بِمَا فَسَّرَهَا بِهِ الْإِمَامُ حَبْرُ الْأُمَّةِ، وَتُرْجُمَانُ الْقُرْآنِ، عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ، كَمَا رَوَاهُ عَنْهُ الْبُخَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَلَا تُنْكَرُ الْوَصَاةُ بِأَهْلِ الْبَيْتِ، وَالْأَمْرُ بِالْإِحْسَانِ إِلَيْهِمْ، وَاحْتِرَامِهِمْ وَإِكْرَامِهِمْ، فَإِنَّهُمْ مِنْ ذُرِّيَّةٍ طَاهِرَةٍ، مِنْ أَشْرَفِ بَيْتٍ وُّجِدَ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ، فَخْرًا وَّحَسَبًا وَّنَسَبًا، وَّلَا سِيَّمَا إِذَا كَانُوا مُتَّبِعِينَ لِلسُّنَّةِ النَّبَوِيَّةِ الصَّحِيحَةِ الْوَاضِحَةِ الْجَلِيَّةِ، كَمَا كَانَ عَلَيْهِ سَلَفُهُمْ، كَالْعَبَّاسِ وَبَنِيهِ، وَعَلِيٍّ وَأَهْلِ بَيْتِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ .

''آیت کی وہی تفسیر حق ہے، جو حبر الامت، ترجمان القرآن، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کی ہے، جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان سے روایت کیا ہے۔ یقیناً اہل بیت سے خیر خواہی، حسن سلوک اور احترام و اکرام کا کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا، کیونکہ یہ طاہر ذریت اور حسب و نسب کے اعتبار سے معزز ترین لوگ ہیں، یہ ان کا تفاخر ہے، جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح اور واضح سنت پر اپنے اسلاف کے موافق عمل کریں، جیسے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد، اسی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل بیت عمل کیا کرتے تھے، رضی اللہ عنہم اجمعین۔''

(تفسير ابن كثير : 201/7)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي .

''میرے اہل بیت کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔''

(صحيح مسلم : 2408)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وصیت تین بار فرمائی اور اسی حدیث میں اہل بیت عظام اور قرآن کو ثقلین (بلند مرتبے والے) بھی قرار دیا ہے۔ راز دان رسول، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

اُرْقُبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ بَيْتِهٖ .

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے حقوق کا خیال رکھئے گا۔''

(صحيح البخاري : 3713)

کبھی ان کی عظمت کے بیان میں یوں گویا ہوتے:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي .

''اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! رسول اللہ ﷺ کی قرابت مجھے اپنی قرابت سے کہیں زیادہ محبوب ہے۔''

(صحيح البخاري : 3712)

سو اہل بیت کی عقیدت، محبت اور احترام رسول عربی کا حکم تھا، بغیر اس کے چارہ نہیں ہے۔ یاد رہے کہ اہل بیت میں امہات المومنین، بنات الرسول، آل علی، آل جعفر، آل عباس وغیرہ شامل ہیں۔ آج کی نشست مگر تین بزرگ ہستیوں کے نام کی جاتی ہے، فاتح خیبر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما۔

امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

آپ کے والد کا نام عبد مناف اور دادا کا نام عبد المطلب تھا، آپ ہاشمی قرشی ہیں، ابو الحسن اور ابو تراب کنیت پائی ہے اور ثانی الذکر کنیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود رکھی تھی، اس لئے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو زیادہ محبوب بھی تھی، تاریخ اسلام میں آپ کو شجاعت و بہادری کا استعارہ قرار دیا جاتا ہے، جب مرحب کے مقابلے میں نکلے، تو فرمایا:

أَنَا الَّذِي سَمَّتْنِي أُمِّي حَيْدَرَهْ ...كَلَيْثِ غَابَاتٍ كَرِيهِ الْمَنْظَرَهْ

''میں وہ ہوں، جس کی ماں نے اس کا نام ''حیدر'' رکھا ہے، خوفناک جنگلوں کے شیر جیسا۔'' (صحيح مسلم : 1807)

بنو ہاشم میں سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور اول تا آخر آپ کے ساتھی رہے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقد ہوئے، آپ کو اسلام کا چوتھا خلیفہ ہونے کا شرف بھی حاصل ہے، عبد الرحمٰن بن ملجم خارجی کے ہاتھوں شہادت کی موت پائی اور کوفہ میں مدفون ہوئے، لیکن آپ کی قبر کا تعین نہیں ہو سکا اور نہ آپ کی تاریخ شہادت کے متعلق کوئی معتبر تاریخی روایت ملتی ہے۔ واللہ اعلم!

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا جَاءَ لِأَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْفَضَائِلِ مَا جَاءَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

''اتنے فضائل کسی صحابیٔ رسول کے بیان نہیں ہوئے، جتنے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بیان ہوئے ہیں۔''

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 107/3، وسندهٗ صحيحٌ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ .

''جس کا میں مولیٰ ہوں، علی بھی اس کے مولیٰ ہیں۔''

اس حدیث کو حافظ ذہبی (سیر اعلام النبلاء : 335/8، تاریخ الاسلام : 146/5) حافظ ابن کثیر (البدایۃ والنہایۃ :681/7) علامہ عجلونی (کشف الخفا :261/2) حافظ سیوطی (قطف الازھار المتناثرۃ فی الاحادیث المتواترۃ، ص 277) اور علامہ البانی رحمہ اللہ (الصحیحۃ : 343/4) نے متواتر قرار دیا ہے۔

آپ کی ذات ستودہ صفات محبتوں کا محور ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر امتی، جس نے کملی والے کے فرمان کو اپنے لئے حجت سمجھا ہے، وہ آپ سے محبت کرتا ہے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

عَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ .   ''علی جنتی ہیں۔''

(سنن أبي داود : 4649، وسندهٗ حسنٌ)

فارس کے مہاجر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نرالے صحابی سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے شدید درجہ کی محبت رکھتے تھے اور اس محبت کی کڑی کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے ملاتے تھے، آپ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَحَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَبْغَضَ عَلِيًّا فَقَدْ أَبْغَضَنِي .

”جس نے علی سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی، جس نے علی سے بغض رکھا، اس نے مجھ سے بغض رکھا۔“

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم: 130/3، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ نے امام بخاری و امام مسلم رحمہما اللہ کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت نہیں رکھتے، بلکہ اللہ تعالیٰ بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے، اسی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ اللہ و رسول کی محبت میں گندھے ہوئے ہیں، غزوہ خیبر کے موقع پر جب جنگ جیت کے نہیں دیتی تھی، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ، أَوْ لَيَأْخُذَنَّ الرَّايَةَ، غَدًا رَجُلًا يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ، أَوْ قَالَ: يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ، يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ.

”کل میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا یا کہا کہ کل ایک ایسا شخص جھنڈا لے گا، جس سے اللہ اور رسول محبت کرتے ہیں یا فرمایا کہ وہ اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے، اللہ اس کے ہاتھوں اس قلعہ کو فتح کروا دے گا۔“

(صحيح البخاري: 3702، صحيح مسلم: 2407)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کرتے تھے:

أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ.

”آپ مجھ سے ہیں اور میں آپ سے ہوں۔“

(صحيح البخاري: 2698، صحيح مسلم: 1783)

کبھی فرماتے:

''علی! آپ کا اور میرا رشتہ وہی ہے، جو موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا رشتہ تھا۔''

(صحيح البخاري : 3706، صحيح مسلم : 2404)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنوں کو بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت کا حکم دے رکھا تھا، خود سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

إِنَّهُ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ أَنْ لَّا يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضَنِي إِلَّا مُنَافِقٌ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ مجھ سے صرف مومن ہی محبت کرے گا اور صرف منافق مجھ سے نفرت کرے گا۔''

(صحيح مسلم : 78)

اسی طرح سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَذٰى عَلِيًّا فَقَدْ أَذَانِي .

''جو علی کو اذیت دیتا ہے، وہ مجھے اذیت دیتا ہے۔''

(زوائد فضائل الصّحابة للقطيعي : 1078، وسندهٗ حسنٌ)

اسی لیے ائمہ اہل سنت نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی محبت کو ایمان کا جز و قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أَمَّا مَنَاقِبُ الصَّحَابَةِ وَفَضَائِلُهُمْ فَأَكْثَرُ مِنْ أَنْ تُذْكَرَ وَأَجْمَعَتْ عُلَمَاءُ السُّنَّةِ أَنَّ أَفْضَلَ الصَّحَابَةِ الْعَشْرَةُ الْمَشْهُودُ لَهُمْ وَأَفْضَلَ الْعَشْرَةِ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ عُثْمَانُ

بْنُ عَفَّانٍ ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ وَلَا يَشُكُّ فِي ذٰلِكَ إِلَّا مُبْتَدِعٌ مُّنَافِقٌ خَبِيثٌ .

''صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل ومناقب تو اتنے ہیں کہ ذکر کے محتاج نہیں، اہل سنت کا اتفاق ہے کہ تمام صحابہ میں افضل ترین دس لوگ ہیں، جن کیلئے (ایک مجلس میں جنت کی) گواہی دی گئی ہے اور ان میں سے افضل سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، پھر سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور پھر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس میں شک کرنے والا صرف بدعتی منافق اور خبیث ہی ہوسکتا ہے۔'' (البکائر : 239)

اسی طرح علامہ غزالی فرماتے ہیں:

أَنْ يُعْتَقَدَ فَضْلُ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَتَرْتِيبُهُمْ وَأَنَّ أَفْضَلَ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَأَنْ يُحْسَنَ الظَّنُّ بِجَمِيعِ الصَّحَابَةِ وَيُثْنٰى عَلَيْهِمْ كَمَا أَثْنَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولُهٗ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ، فَكُلَّ ذٰلِكَ مِمَّا وَرَدَتْ بِهِ الْأَخْبَارُ وَشهِدَتْ بِهِ الْآثَارُ فَمَنِ اعْتَقَدَ جَمِيعَ ذٰلِك مُوقِنًا بِهِ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْحَقِّ وَعِصَابَةِ السُّنَّةِ وَفَارَقَ رَهْطَ الضَّلَالِ وَحِزْبَ الْبِدْعَةِ .

''صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فضیلت اور ان کی فضیلت کی ترتیب کا عقیدہ رکھنا

ضروری ہے، رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، ان کے بعد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور پھر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔ تمام صحابہ کے ساتھ حسن ظن رکھنا ضروری ہے اور ان کی ویسی ہی ثنا کی جانی چاہیے، جیسی اللہ نے ثنا کی ہے۔ اس پر احادیث وارد ہوئیں اور آثار بھی اسی کے شاہد ہیں، جو شخص اس سب کے مطابق عقیدہ رکھتا ہے، وہ اہل حق اہل سنت میں سے ہوگا، اہل بدعت وضلال سے ممتاز ہوگا۔''

(قواعد العقائد : 70، 71، طبقات الشافعية للسّبكي : 239/6)

لہٰذا ہم یعنی اہل سنت تاریخ کے ہر اس بے سند اور جھوٹے قصے کی تائید سے انکار کرتے ہیں، جو کسی بھی طرح اہل بیت کی جناب میں سوئے ادبی کا باعث بنتا ہے اور ہر اس شخص سے برأت کا اعلان کرتے ہیں، جو آپ کی طرف نت نئ جھوٹی جھوٹی روایات اختراع کرتا رہتا ہے یا تاریخ کے کوڑا دان سے ان کی ذات کے متعلق پھیلائے گئے جھوٹوں کو نکال کر لے آتا ہے، امام شعبی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

''اس امت میں جتنے جھوٹ سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر بولے گئے، اتنے کسی پر نہیں بولے گئے۔''

(الشّريعة للآجري :2031، وسندهٗ حسنٌ)

اللہ کریم ہمیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت پر زندہ رکھے اور اسی محبت پر موت دے۔ آمین!

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما

حسنین کریمین، سیدنا حسن وسیدنا حسین رضی اللہ عنہما، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری دختر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جگر پارے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بازو ہیں۔ان شہزادوں نے آقائے کریم کی محبتوں سے براہ راست حظ اٹھایا ہے، پھر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بھی معتبر ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا .

''حسن وحسین دنیا میں میرے پھول ہیں۔''

(صحيح البخاري : 5994)

کبھی فرماتے:

''اللہ میں ان سے محبت کرتا ہوں، تو بھی ان سے محبت فرما!

(صحيح البخاري : 3747)

کبھی ان الفاظ میں محبت کے پھول بکھیرتے:

''اللہ! ان پر رحمت فرما، میں بھی ان پر رحم کرتا ہوں۔''

(صحيح البخاري : 6003)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

كَانَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ يَصْطَرِعَانِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : هَيَّ حَسَنُ، فَقَالَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لِمَ تَقُولُ : هَيَّ حَسَنُ؟ فَقَالَ : إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ : هَيَّ حُسَيْنُ .

''سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھاگ رہے ہوتے اور آپ فرماتے : هَيَّ حَسَنُ (حسن زندہ باد)، فاطمہ رضی اللہ عنہا عرض کرتیں : اللہ کے رسول! آپ حسن سے کیوں کہتے ہیں؟ فرمایا: جبریل علیہ السلام حسین سے کہتے ہیں اور میں حسن سے۔''

(معجم أبي يعلى الموصلي : 196، وسندهٗ حسنٌ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں ہوتے، تو حسن و حسین رضی اللہ عنہما آپ کے کاندھوں پر سوار ہو جاتے ہیں، کیا خوب سواری ہے اور کیا خوب سوار ہیں! نوابی اسی کا نام ہے، سردار ایسے ہی ہوا کرتے ہیں، سیدنا شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِحْدٰى صَلَاتَيِ الْعِشَاءِ وَهُوَ حَامِلٌ حَسَنًا أَوْ حُسَيْنًا، فَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَهٗ، ثُمَّ كَبَّرَ لِلصَّلَاةِ فَصَلّٰى فَسَجَدَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ صَلَاتِهٖ سَجْدَةً أَطَالَهَا، قَالَ أَبِي : فَرَفَعْتُ رَأْسِي وَإِذَا الصَّبِيُّ عَلٰى ظَهْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ سَاجِدٌ فَرَجَعْتُ إِلٰى سُجُودِي، فَلَمَّا قَضٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ قَالَ النَّاسُ : يَا

رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّكَ سَجَدْتَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ صَلَاتِكَ سَجْدَةً أَطَلْتَهَا حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ قَدْ حَدَثَ أَمْرٌ أَوْ أَنَّهُ يُوحٰى إِلَيْكَ، قَالَ: كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ وَلٰكِنَّ ابْنِي ارْتَحَلَنِي فَكَرِهْتُ أَنْ أُعَجِّلَهُ حَتّٰى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ.

''رسول اللہ ﷺ ایک بار ظہر یا عصر کی نماز (پڑھانے) کے لیے ہمارے پاس آئے، تو آپ نے سیدنا حسن یا حسین رضی اللہ عنہما کو اٹھا رکھا تھا، آپ ﷺ آگے بڑھے اور انہیں نیچے بٹھا دیا، پھر نماز کے لئے تکبیر کہی، آپ نے سجدہ کیا، تو لمبا سجدہ کر دیا، میرے والد نے سر اٹھا کر دیکھا، تو کیا دیکھتے ہیں کہ بچہ آپ کے کاندھوں پر سوار ہے، میں دوبارہ سجدے میں چلا گیا، نماز کے بعد صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول! آپ نے اتنا لمبا سجدہ کر دیا کہ ہمیں آپ کی وفات کا خدشہ لاحق ہو گیا تھا یا ہم سمجھے کہ شاید وحی آ گئی ہو، فرمایا: ایسا کچھ نہیں ہوا، میرا بیٹا میرے کاندھے پر سوار ہو گیا تھا، تو میں نہیں چاہتا تھا کہ اس کا شوق پورا ہونے سے پہلے میں اسے اتار دوں۔''

(سنن النسائي: 1141، مسند الإمام أحمد: 493/3، وسندهٗ حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ (165/3) نے اسے امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ کی شرط پر صحیح کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے، نیز حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''جید'' قرار دیا ہے۔ (تلخيص المستدرك: 627/3)

اسی طرح کا ایک منظر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی بیان کیا ہے، فرماتے ہیں:

كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ، فَإِذَا

سَجَدَ وَثَبَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلٰى ظَهْرِهٖ، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ، أَخَذَهُمَا بِيَدِهٖ مِنْ خَلْفِهٖ أَخْذًا رَفِيقًا، فَيَضَعُهُمَا عَلَى الْأَرْضِ، فَإِذَا عَادَ عَادَا، حَتّٰى قَضٰى صَلَاتَهٗ، أَقْعَدَهُمَا عَلٰى فَخِذَيْهِ، قَالَ : فَقُمْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَرُدُّهُمَا، فَبَرَقَتْ بَرْقَةٌ، فَقَالَ لَهُمَا : الْحَقَا بِأُمِّكُمَا، قَالَ : فَمَكَثَ ضَوْؤُهَا حَتّٰى دَخَلَا .

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز عشا ادا کر رہے ہوتے، جب آپ سجدہ کرتے، تو حسن وحسین رضی اللہ عنہما آپ کے کاندھوں پر بیٹھ جاتے، جب آپ نے سر اٹھانا ہوتا، تو ان کو پیار کے ساتھ پکڑ کر اٹھاتے اور زمین پر بٹھا دیتے ہیں، رسول اللہ ﷺ پھر سے سجدہ کرتے، تو وہ پھر آ کر بیٹھ جاتے، اسی طرح نماز پوری ہو جاتی، پھر آپ انہیں اپنی گود میں بٹھا لیتے ہیں، میں انہیں آپ سے لے کر گھر چھوڑنے آتا، ایک روشنی سی ہمارے ساتھ ہوتی، آپ فرماتے کہ ماں کے پاس چلے جایئے اور یہ روشنی تب تک باقی رہتی، جب تک یہ اندر گھر میں داخل نہیں ہو جاتے تھے۔''

(مسند الإمام أحمد : 513/2، دلائل النبوة للبيهقي : 76/6، وسندهٗ حسنٌ)

رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے:

اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ .

''حسن وحسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔''

(سنن الترمذي : 3768)

اس حدیث کو حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے متواتر قرار دیا ہے۔

(الأزهار المتناثرة، ص 39، رقم: 103، نظم المتناثر للقطاني ص 196، رقم: 235، فيض القدير للمناوي: 415/3، السراج المنير للعزيزي: 106/3)

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ قَدْ صَحَّ مِنْ أَوْجُهٍ كَثِيرَةٍ.

''یہ حدیث کئی طرق سے صحیح ہے۔''

(المستدرك على الصّحيحين: 167/3)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ، وَيَقُولُ: إِنَّ أَبَاكُمَا كَانَ يُعَوِّذُ بِهَا إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ، مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ، وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو اللہ کی پناہ میں دیا کرتے اور کہتے: تمہارا جد امجد (ابراہیم علیہ السلام) بھی ان کلمات سے اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کو پناہ دیا کرتا تھا: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ، مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ، وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ ''میں اللہ کے کامل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں، ہر سرکش شیطان اور ہر لگنے والی نظر سے۔''

(صحيح البخاري: 3371)

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش سے ذرا پہلے کا واقعہ ہے، سیدہ ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا، دیکھتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مقدس کا ایک ٹکڑا ان کی گود میں اتر

آیا ہے، آپ ﷺ سے یہ خواب بیان کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

تَلِدُ فَاطِمَةُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ غُلَامًا، فَتَكْفُلِينَهُ .

”فاطمہ کے ہاں لڑکا جنم لے گا، جس کی کفالت ام فضل آپ کیجئے گا۔“

پھر حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہوئی، ام فضل کے پرورش میں چلے آئے، دودھ پیتے بچے، ایک دن وہ حسن کو لے کر آپ ﷺ کے پاس آئیں، کہتی ہیں کہ میں لے آئی، تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو مجھ سے لے کر اپنے سینے پر لٹال لیا، ابھی لیٹے ہی تھے کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے آپ پر پیشاب کر دیا، یہ پیشاب دامن بھگو گیا، میں جلدی سے اس پیشاب کو ہٹانے لگی، ہاتھ ذرا سخت پڑا ہو گا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ام فضل!

أَوْجَعْتِ ابْنِي أَصْلَحَكِ اللّٰهُ .

”اللہ آپ کی صلاح کرے۔ آپ نے میرے بیٹے کو دکھ دیا ہے۔“

(مسند الإمام أحمد: 340/6، وسندهٗ صحيحٌ)

ان جملوں کی مٹھاس تو دیکھئے، رحمت و محبت کا پیکر آج اپنی تمام محبتیں اس بچے پر لوٹا رہا ہے۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے حد سے زیادہ مشابہہ تھے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ .

”سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے زیادہ نبی کریم ﷺ کے مشابہہ کوئی نہ تھا۔“

(صحيح البخاري: 3752)

سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے بہت زیادہ مشابہ تھے۔

كَانَ أَبْيَضَ، قَدْ شَمِطَ .

''آپ گندمی مائل سفید رنگ کے مالک تھے۔''

(صحيح البخاري : 3544، صحيح مسلم : 2342)

اسی طرح سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صَلّٰى أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْعَصْرَ، ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِي، فَرَأَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ، فَحَمَلَهٗ عَلٰى عَاتِقِهٖ، وَقَالَ : بِأَبِي، شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ لَا شَبِيهٌ بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ .

''سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز ادا کی، نماز کے بعد جب جا رہے تھے، تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا، تو ان کو اپنے کندھے پر اٹھا لیا، فرمایا: میرا باپ آپ پر قربان، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں، علی کے مشابہ نہیں ہیں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہنس رہے تھے۔''

(صحيح البخاري : 3542)

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کا بوسہ لیا، تو اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ پاس بیٹھے تھے، کہنے لگے: میرے دس بیٹے ہیں اور میں نے ان کو کبھی نہیں چوما۔

فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ : مَنْ لَّا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ .

''تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف نظر دوڑائی، پھر فرمایا: جو رحم نہیں کرتا، اس

پر رحم نہیں کیا جاتا۔''

(صحيح البخاري : 5997، صحيح مسلم : 2318)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں اور راوی حدیث نے پیغمبر کے اخلاق کا تتبع کس طرح کیا ہے، یہ واقعہ عمیر بن اسحاق نے بیان کیا ہے، کہتے ہیں کہ میں تب سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، کیا دیکھتا ہوں کہ جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تشریف لاتے ہیں اور فرماتے ہیں:

أَرِنِي أُقَبِّلْ مِنْكَ حَيْثُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ قَالَ : فَقَالَ : بِقَمِيصِهِ قَالَ : فَقَبَّلَ سُرَّتَهُ .

''حسن مجھے وہ جگہ دکھایئے، جہاں سے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوما تھا، میں نے بھی وہیں سے چومنا ہے، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے اس جگہ سے کپڑا اٹھایا اور آپ نے ان کی ناف کو چوم لیا۔''

(مسند الإمام أحمد : 255/2، 427، وسندهٗ حسنٌ)

اسی بڑے نواسے کے متعلق آقا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهٗ فَأَحِبَّهٗ وَأَحْبِبْ مَنْ يُحِبُّهٗ .

''اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اس سے محبت فرما اور اس سے بھی محبت فرما، جو اس سے محبت کرتا ہے۔''

(صحيح البخاري : 5884، صحيح مسلم :2421)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

هُوَ مُتَوَاتِرٌ . ''یہ متواتر حدیث ہے۔''

(سير أعلام النّبلاء : 251/3)

اس حدیث کے راوی بھی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں اور اس کے مطابق اپنے عقیدے کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، بَعْدَ مَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ.

''جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا ہے، مجھے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ محبوب کوئی نہیں ہے۔''

(صحيح البخاري : 5884)

یہ واقعہ سردار ابن سردار، سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے لخت جگر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے، فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُصُّ لِسَانَهٗ، أَوْ قَالَ : شَفَتَهٗ، يَعْنِي الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، وَإِنَّهٗ لَنْ يُعَذَّبَ لِسَانٌ أَوْ شَفَتَانِ مَصَّهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی زبان چوستے ہوئے دیکھا ہے یا کہا کہ ان کے ہونٹ چوستے ہوئے دیکھا ہے اور یقیناً وہ زبان یا ہونٹ جہنم میں نہ جائیں گے، جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوسا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 93/4، وسندهٗ صحيحٌ)

آقائے کریم نے اپنے اس لاڈلے کو ''سردار'' بھی فرمایا ہے:

ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ

الْمُسْلِمِينَ .

''میرا یہ بیٹا سردار ہے، شاید کہ اللہ اس کے ہاتھوں امت کے دو مسلمان گروہوں کی صلح کروائے گا۔''

(صحيح البخاري : 3746)

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَوَاتَرَتِ الْآثَارُ الصِّحَاحُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ لِحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ : إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ، وَعَسَى اللّٰهُ أَنْ يُبْقِيَهٗ حَتّٰى يُصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَينِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، رَوَاهُ جَمَاعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ .

''اس سلسلہ میں احادیث متواترہ موجود ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے، اللہ جلد ہی اس کے ہاتھوں دو عظیم مسلمان گروہوں میں صلح کروائے گا، اس روایت کو صحابہ کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے۔''(الاستيعاب في معرفة الأصحاب :384/1)

یہی بات علامہ ابو العباس قرطبی رحمہ اللہ نے بھی کی ہے۔

(المُفهِم : 296/6)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي هٰذِهِ الْقِصَّةِ مِنَ الْفَوَائِدِ ؛ عَلَمٌ مِنْ أَعْلَامِ النُّبُوَّةِ وَمَنْقَبَةٌ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ فَإِنَّهٗ تَرَكَ الْمُلْكَ لَا لِقِلَّةٍ وَّلَا لِذِلَّةٍ وَّلَا لِعِلَّةٍ

بَلْ لِرَغْبَتِهٖ فِيمَا عِنْدَ اللّٰهِ لِمَا رَآهُ مِنْ حَقْنِ دِمَاءِ الْمُسْلِمِينَ فَرَاعٰى أَمْرَ الدِّينِ وَمَصْلَحَةَ الْأُمَّةِ وَفِيهَا رَدٌّ عَلَى الْخَوَارِجِ الَّذِينَ كَانُوا يُكَفِّرُونَ عَلِيًّا وَّمَنْ مَعَهٗ وَمُعَاوِيَةَ وَمَنْ مَعَهٗ بِشَهَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلطَّائِفَتَيْنِ بِأَنَّهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ .

''اس حدیث میں کئی علمی فوائد ہیں، مثلاً یہ قصہ اعلام نبوت میں سے ہے، اس میں سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی منقبت موجود ہے، انہوں نے بادشاہت کو چھوڑ دیا، اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ ان کے پاس فوج کم تھی یا وہ کمزور تھے، اس کی کوئی علت سوا اس کے نہ تھی کہ آپ مسلمانوں کا خون بہتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتے تھے، انہوں نے امت کی مصلحت اور دین کے امر کا لحاظ کیا، نیز اس روایت میں خوارج کا بھی رد ہے، جو سیدنا علی وسیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھیوں کے تکفیر کرتے ہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں گروہوں کے متعلق مسلمان ہونے کی گواہی دی ہے۔''

(فتح الباري شرح صحيح البخاري : 67/13)

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَوْلُهٗ : فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ، يُعْجِبُنَا جِدًّا .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان دونوں گروہوں کو مسلمان کہنا، ہمارے لئے انتہائی خوشی کا باعث ہے۔''

(الاعتقاد للبيهقي، ص 376، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ بیہقی رحمہ اللہ اس قول کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

إِنَّمَا أَعْجَبَهُمْ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَّاهُمَا جَمِيعًا مُّسْلِمِينَ، وَهٰذَا خَبَرٌ مِّنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا كَانَ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَعْدَ وَفَاةِ عَلِيٍّ فِي تَسْلِيمِهِ الْأَمْرَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ .

''یہ چیز صرف اس لئے خوشی کا باعث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں گروہوں کو مسلمان قرار دیا ہے، یہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جو خلافت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو سونپ دی تھی، اس کی بات ہے۔''

(الاعتقاد، ص 376)

بخدا! ایسا ظرف بھی کسی نے کم دیکھا ہوگا کہ فوج موجود ہے، سلطنت موجود ہے، مگر سب کچھ بیک جنبش لب ٹھکرا دیا کہ مجھے مسلمان کا خون اپنی خلافت سے کہیں زیادہ محبوب ہے، سیدنا جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ : إِنَّ النَّاسَ يَقُولُونَ إِنَّكَ تُرِيدُ الْخِلَافَةَ فَقَالَ : قَدْ كَانَ جَمَاجِمُ الْعَرَبِ فِي يَدِي يُحَارِبُونَ مَنْ حَارَبْتُ، وَيُسَالِمُونَ مَنْ سَالَمْتُ تَرَكْتُهَا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَحَقْنَ دِمَاءِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ ابْتَزَّهَا بِاتِّئَاسِ أَهْلِ الْحِجَازِ .

''میں نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ خلافت کی طمع رکھتے ہیں، تو فرمایا: عرب کے بڑے بڑے سورما میری اطاعت میں لڑتے

تھے اور جس سے میں صلح کرتا، اس سے صلح کر لیتے تھے، میں نے یہ چیز اللہ تعالیٰ کی رضا اور مسلمانوں کے بہتے خون کو روکنے کے لیے چھوڑ دی ہے، پھر اس پر اہل حجاز سے ناامیدی غالب آ گئی۔''

(المستدرك للحاكم : 4795، حلية الأولياء لأبي نعيم : 36/2، وسندهٗ صحيحٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس کی سند کو بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

رجاء بن ربیعہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ جَالِسًا بِالْمَدِينَةِ فِي مَسْجِدِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي حَلْقَةٍ فِيهَا أَبُو سَعِيدٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو، فَمَرَّ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، فَسَلَّمَ، فَرَدَّ عَلَيْهِ الْقَوْمُ، وَسَكَتَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو ثُمَّ اتَّبَعَهٗ، فَقَالَ : وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، ثُمَّ قَالَ : هٰذَا أَحَبُّ أَهْلِ الْأَرْضِ إِلٰى أَهْلِ السَّمَاءِ .

''مدینہ مسجد نبوی میں ایک حلقہ لگا تھا، جس میں سیدنا ابوسعید اور سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم موجود تھے، میں بھی وہیں موجود تھا، سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما وہاں سے گزرے اور انہیں سلام کہا: لوگوں نے وعلیکم السلام کہا، لیکن سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نہیں بولے، پھر ان کے پیچھے گئے اور کہا: وعلیک السلام ورحمۃ اللہ، پھر اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے: یہ آسمان والوں کے ہاں زمین والوں میں سب سے زیادہ محبوب ہستی ہیں۔''

(مسند البزّار (كشف الأستار) : 2632، وسندهٗ حسنٌ)

زہیر بن اقمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

بَيْنَمَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يَخْطُبُ بَعْدَمَا قُتِلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِذْ قَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَزْدِ آدَمُ طُوَالٌ فَقَالَ : لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعَهٗ فِي حَبْوَتِهٖ يَقُولُ : مَنْ أَحَبَّنِي فَلْيُحِبَّهٗ، فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، وَلَوْلَا عَزْمَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَدَّثْتُكُمْ .

''سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خطبہ دے رہے تھے کہ ازد قبیلے کا ایک لمبا سا آدمی کھڑا ہوا، کہنے لگا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا، حسن رضی اللہ عنہ ان کی چادر میں تھے اور آپ فرما رہے تھے، جو مجھ سے محبت کرتا ہے، اس سے بھی محبت کرے اور جو یہاں موجود ہیں، وہ آنے والوں کو بتا دیں، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تاکید کے ساتھ نہ کہی ہوتی، تو میں آپ کو یہ بیان نہ کرتا۔''

(مسند الإمام أحمد : 366/5، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے بے شمار احادیث میں ثابت ہے کہ آپ فرماتے ہیں:

حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ......

عَلَّمَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ......

اہل سنت والجماعت کا آپ کے صحابی ہونے پر اتفاق ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ تَمْرَةً مِّنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ، فَجَعَلَهَا فِي فِيهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : كِخْ كِخْ، ارْمِ بِهَا، أَمَا عَلِمْتَ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ؟ .

''سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے (ایک بار) صدقہ کی کھجور پکڑی اور منہ میں ڈال لی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو، اسے نکال پھینک دو، آپ جانتے نہیں کہ ہم (اہل بیت) صدقہ نہیں کھاتے۔''

(صحيح البخاري :1491، صحيح مسلم : 1069)

آپ کو زہر دیا گیا، جس کی پاداش میں آپ نے جام شہادت نوش کیا۔

عمیر بن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں:

دَخَلْتُ أَنَا وَرَجُلٌ على الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ نَعُودُهُ، فَجَعَلَ يَقُولُ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ : سَلْنِي قَبْلَ أَنْ لا تَسْأَلَنِي، قَالَ : مَا أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَك شَيْئًا، يُعَافِيكَ اللّٰهُ، قَالَ : فَقَامَ فَدَخَلَ الْكَنِيفَ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْنَا، ثُمَّ قَالَ : مَا خَرَجْتُ إِلَيْكُمْ حَتّٰى لَفَظْتُ طَائِفَةً مِنْ كَبِدِي أُقَلِّبُهَا بِهٰذَا الْعُودِ، وَلَقَدْ سُقِيتُ السُّمَّ مِرَارًا مَا شَيْءٌ أَشَدُّ مِنْ هٰذِهِ الْمَرَّةِ، قَالَ : فَغَدَوْنَا عَلَيْهِ مِنَ الْغَدِ فَإِذَا هُوَ فِي السَّوقِ، قَالَ : وَجَاءَ الْحُسَيْنُ فَجَلَسَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَقَالَ : يَا أَخِي، مَنْ صَاحِبُك؟ قَالَ : تُرِيدُ قَتْلَهُ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : لَئِنْ كَانَ الَّذِي أَظُنُّ، اللّٰهُ أَشَدُّ نِقْمَةً، وَإِنْ كَانَ بَرِيئًا فَمَا

أُحِبُّ أَنْ يُّقْتَلَ بَرِيءٌ .

''میں ایک شخص کے ساتھ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی عیادت کو آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اس آدمی سے فرمانے لگے: سوال کیجئے، یوں نہ ہو کہ موقع نہ ملے، اس نے کہا: میں آپ سے کوئی سوال نہیں کرنا چاہتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت دے، آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بیت الخلا گئے۔ پھر نکل کر ہمارے پاس آئے، فرمایا: میں نے آپ کے پاس آنے سے پہلے اپنے جگر کا ایک ٹکڑا (پاخانے کے ذریعہ) پھینک دیا ہے۔ میں اسے اس لکڑی کے ساتھ اُلٹ پلٹ کر رہا تھا۔ مجھے کئی بار زہر پلایا گیا، لیکن اس دفعہ سے سخت کبھی نہیں پلایا گیا، راوی کہتے ہیں کہ ہم ان کے پاس اگلے دن آئے تو آپ رضی اللہ عنہ حالت نزع میں تھے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے، سرہانے بیٹھ گئے اور کہا: بھائی جان! آپ کو زہر کس نے دیا؟ فرمایا: اس کے قتل کا ارادہ ہے؟ جی ہاں! فرمایا: اگر وہ شخص وہی ہے، جو میں سمجھتا ہوں، تو اللہ تعالیٰ سخت انتقام لینے والے ہیں اور اگر وہ بری ہے، تو میں ایک بری آدمی کو قتل نہیں کرنا چاہتا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 15/93-94، كتاب المحتضرين لابن أبي الدنيا : 132، المستدرك للحاكم : 3/174، الاستيعاب لابن عبد البر : 3/115، تاريخ ابن عساكر : 13/282، وسندهٗ حسنٌ)

ان کے بعد دوسرے شہزادے کا نمبر آتا ہے، سیدنا حسین بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، تو ان کی دیگر تمام برکتیں تو گزر چکیں، اک باقی رہ گئی، وہ بھی سن لیجئے، آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حُسَيْنٌ مِّنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، أَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا،

حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِّنَ الْأَسْبَاطِ .

''حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، اللہ اس سے محبت کرتا ہے، جو حسین سے محبت کرتا ہے، حسین تو پیارا نواسا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 172/4، الأدب المفرد للبخاري : 364، سنن التّرمذي : 3775، وقال : حسنٌ، سنن ابن ماجه : 144، المعجم الكبير للطبراني : 274/22، المستدرك للحاكم : 194/3، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (6971) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے بھی اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے، ایک روایت میں حُسَيْنٌ مِّنِّي، وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ کے الفاظ بھی ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَحَبَّنِي، فَلْيُحِبَّ هٰذَيْنِ .

(الطّبقات لابن سعد : 382/1، السنن الكبرى للنّسائي : 8114، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام ابن خزیمہ (887) اور امام ابن حبان رحمہما اللہ (6970) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَحَبَّهُمَا فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِي يَعْنِي حَسَنًا وَحُسَيْنًا .

''جس نے حسن و حسین سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا، اس نے مجھ سے بغض رکھا۔''

(مسند الإمام أحمد : 288/2، حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ (166/3) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

علامہ صنعانی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

كَفٰى شَقَاوَةً لِّبُغْضِ مَنْ لَّا يُتِمُ إِيمَانَهٗ إِلَّا بِحُبِّهٖ، فَكَيْفَ مَنْ قَتَلَهُمَا وَحَارَبَهُمَا وَأَرَادَ إِنْزَالَ كُلِّ سُوءٍ بِهِمَا اَللّٰهُمْ إِنَّا نَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّنْ حَارَبَهُمَا وَآذَاهُمَا .

''کسی شخص کے بد بخت ہونے کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے وہ ان لوگوں سے بغض رکھے، جن کی محبت کے بغیر ایمان کامل ہی نہیں ہوتا، تو اس کا حشر کیا ہوگا، جس نے ان شہزادوں کو قتل کیا اور ان سے جنگ کی اور ان کے ساتھ برا ارادہ کیا، اللہ! تو گواہ رہ، ہم حسن وحسین کے دشمنوں سے بری ہیں۔''

(التنوير في شرح الجامع الصّغير : 38/10-39)

شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ دس محرم 61ھ کو شہید ہوئے، آپ کی شہادت برحق تھی۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيمَا يَرَى النَّائِمُ بِنِصْفِ النَّهَارِ وَهُوَ قَائِمٌ أَشْعَثَ أَغْبَرَ، بِيَدِهٖ قَارُورَةٌ فِيهَا دَمٌ، فَقُلْتُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهٖ، لَمْ أَزَلْ أَلْتَقِطُهُ مُنْذُ الْيَوْمِ فَأَحْصَيْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ فَوَجَدُوهُ قُتِلَ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ.

''میں دن کے وقت سو رہا تھا کہ خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ پراگندہ بالوں کے ساتھ دھول میں اَٹے تھے، آپ کے ہاتھ میں ایک بوتل تھی اور بوتل میں خون، عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پہ قربان، یہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ حسین اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے، اس کے بعد میں پھر دن گننے لگا اور جس دن آپ نے خواب میں بتایا تھا، اسی دن سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔''

(مسند الإمام أحمد: 242/1، 283، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (398/4) نے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے، حافظ بوصیری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(اتحاف الخيرة المهرة : 238/7)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رِجَالُ أَحْمَدَ رِجَالُ الصَّحِيحِ .

''مسند احمد (کی اس حدیث) کے راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں۔''

(مجمع الزوائد : 194/9)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے، تو:

فِي يَدِهِ تُرْبَةٌ حَمْرَاءُ يُقَلِّبُهَا فَقُلْتُ : مَا هٰذِهِ التُّرْبَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ : أَخْبَرَنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ هٰذَا يُقْتَلُ بِأَرْضِ الْعِرَاقِ لِلْحُسَيْنِ فَقُلْتُ : يَا جِبْرِيلُ، أَرِنِي تُرْبَةَ الْأَرْضِ الَّتِي يُقْتَلُ بِهَا، فَهٰذِهِ تُرْبَتُهَا .

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں سرخ مٹی تھی اور آپ اسے الٹ پلٹ رہے تھے، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ مٹی کیسی ہے؟ فرمایا: مجھے جبرئیل علیہ السلام بتا کر گئے ہیں کہ حسین کو سرزمین عراق میں شہید کر دیا جائے تو میں نے جبریل سے کہا: اس زمین کی مٹی مجھے دکھایئے، یہ وہی مٹی ہے۔''

(المعجم الكبير للطبراني : 308/23، دلائل النبوة للبيهقي : 468/6، وسندهٗ حسنٌ)

موسیٰ بن یعقوب زمعی راوی جمہور ائمہ حدیث کے نزدیک حسن الحدیث ہے، نیز اس کی متابعت عباد بن اسحاق نے مشیخۃ ابن طہمان (3) میں کی ہے۔

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ نے امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

اسْتَأْذَنَ مَلَكُ الْمَطَرِ أَنْ يَأْتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأُذِنَ لَهُ، فَقَالَ لِأُمِّ سَلَمَةَ :احْفَظِي عَلَيْنَا الْبَابَ، لَا يَدْخُلْ أَحَدٌ ، فَجَاءَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، فَوَثَبَ حَتَّى دَخَلَ، فَجَعَلَ يَصْعَدُ عَلَى مَنْكِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ :أَتُحِبُّهُ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :نَعَمْ ، قَالَ :فَإِنَّ أُمَّتَكَ تَقْتُلُهُ، وَإِنْ شِئْتَ أَرَيْتُكَ الْمَكَانَ الَّذِي يُقْتَلُ فِيهِ، قَالَ :فَضَرَبَ بِيَدِهِ فَأَرَاهُ تُرَابًا أَحْمَرَ، فَأَخَذَتْ أُمُّ سَلَمَةَ ذَلِكَ التُّرَابَ فَصَرَّتْهُ فِي طَرَفِ ثَوْبِهَا، قَالَ :فَكُنَّا نَسْمَعُ يُقْتَلُ بِكَرْبَلَاءَ

''بارش کے فرشتے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں آنے کی اجازت طلب کی، اسے اجازت دے دی گئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: دروازے پر رک جایئے، اور کسی کو اندر نہ آنے دیجئے گا۔ پھر حسین بن علی رضی اللہ عنہما کود کر اندر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاندھوں پر سوار ہو گئے، فرشتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا: آپ اس سے محبت کرتے ہیں؟ فرمایا: جی ہاں! تو فرشتے نے بتایا کہ آپ کی امت آپ کے اس لاڈلے کو شہید کر دے گی، اگر

آپ کہیں تو میں آپ کو وہ جگہ دکھائے دیتا ہوں جہاں اس کو شہید کیا جاوے گا، پھر فرشتے نے اپنا ہاتھ مارا اور سرخ رنگ کی مٹی دکھا دی، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وہ مٹی لے کر اپنی چادر کے پلو میں رکھ لی، راوی کہتے ہیں: ہمارے ہاں یہ بات عام ہوگئی تھی کہ حسین رضی اللہ عنہما کو کربلاء میں شہید کر دیا جائے گا۔''

(مسند الإمام أحمد : 265/3، المعجم الكبير للطبراني : 106/3، دلائل النبوة للبيهقي : 469/6، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (6742) نے صحیح کہا ہے۔

نجی حضرمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إِنَّهٗ سَارَ مَعَ عَلِيٍّ، وَكَانَ صَاحِبَ مِطْهَرَتِهٖ، فَلَمَّا حَاذٰى نِينَوٰى وَهُوَ مُنْطَلِقٌ إِلٰى صِفِّينَ، فَنَادٰى عَلِيٌّ : اصْبِرْ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ، اصْبِرْ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ، بِشَطِّ الْفُرَاتِ قُلْتُ : وَمَاذَا قَالَ؟، دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَعَيْنَاهُ تَفِيضَانِ، قُلْتُ : يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، أَغْضَبَكَ أَحَدٌ، مَا شَأْنُ عَيْنَيْكَ تَفِيضَانِ؟ قَالَ : بَلْ قَامَ مِنْ عِنْدِي جِبْرِيلُ قَبْلُ، فَحَدَّثَنِي أَنَّ الْحُسَيْنَ يُقْتَلُ بِشَطِّ الْفُرَاتِ قَالَ : فَقَالَ : هَلْ لَكَ إِلٰى أَنْ أُشِمَّكَ مِنْ تُرْبَتِهٖ؟ قَالَ : قُلْتُ : نَعَمْ، فَمَدَّ يَدَهٗ، فَقَبَضَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ فَأَعْطَانِيهَا، فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنَيَّ أَنْ فَاضَتَا .

''سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جب صفین کی طرف جا رہے تھے، تو میں بھی

آپ کے ساتھ تھا اور میں نے آپ کے وضو کا برتن اٹھا رکھا تھا، جب نینویٰ کے قریب پہنچے، تو فرات کے کنارے پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ آواز دینے لگے: ابوعبد اللہ! صبر کیجئے، صبر کیجئے۔ عرض کیا: یہ کیا؟ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی پھوار نکل رہی ہے، عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ بھلا کیوں روتے ہیں، کیا کسی نے غصہ دلایا ہے؟ فرمایا: ابھی تھوڑی دیر پہلے میرے پاس جبریل آئے تھے اور بتا رہے تھے کہ میرے حسین کو فرات کے کنارے پر شہید کر دیا جائے گا۔ جبریل علیہ السلام نے مجھے کہا کہ کیا میں آپ کو وہ مٹی سنگھاؤں، مین نے کہا: جی، تو انہوں نے وہ مٹی مجھے لا کر دی، تو میں اپنے آنسو نہ روک سکا۔''

(مسند الإمام أحمد :85/1، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ بوصیری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(اتحاف الخيرة المهرة : 238/7)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أُتِيَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَجُعِلَ فِي طَسْتٍ، فَجَعَلَ يَنْكُتُ، وَقَالَ فِي حُسْنِهٖ شَيْئًا، فَقَالَ أَنَسٌ : كَانَ أَشْبَهَهُمْ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ مَخْضُوبًا بِالْوَسْمَةِ .

''عبیداللہ بن زیاد کے پاس سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک ایک برتن میں لایا گیا، عبید اللہ چھڑی کے ساتھ زمین کریدنے لگا اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے

حسن کی تعریف کی، تب سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ مشابہہ تھے، آپ نے نیل کے پودے کی مہندی لگا رکھی تھی۔''

(صحيح البخاري: 3748)

عبدالرحمٰن بن ابی نعم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں

سَأَلَهُ عَنِ الْمُحْرِمِ؟ قَالَ : شُعْبَةُ أَحْسِبُهُ يَقْتُلُ الذُّبَابَ، فَقَالَ : أَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْأَلُونَ عَنِ الذُّبَابِ، وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ ابْنَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا .

''ایک شخص نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے محرم (احرام باندھنے والا) کے متعلق سوال کیا کہ اگر وہ مکھی مار دے تو؟ فرمایا: اہل عراق بھی عجیب ہیں، مکھی کو مارنے سے متعلق پوچھتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو شہید کر چکے ہیں، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ یہ دنیا میں میرے پھول ہیں۔''

(صحيح البخاري: 3753)

شہر بن حوشب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ جَاءَ نَعْيُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ : لَعَنَتْ أَهْلَ الْعِرَاقِ فَقَالَتْ : قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ ، غَرُّوهُ وَذَلُّوهُ، لَعَنَهُمُ اللّٰهُ .

''سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آئی، تو ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اہل

عراق پر لعنت فرمائی اور فرمایا: اللہ ان کو قتل کرے، جنہوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا، انہوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو دھوکہ دے کر پھانس لیا، اللہ کی لعنت ہو ان (عراقیوں) پر۔''

(مسند الإمام أحمد : 298/6، وسندهٗ حسنٌ)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

سَمِعْتُ الْجِنَّ تَنُوحُ عَلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

''میں نے ایک جن کو سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما پر روتے ہوئے سنا۔''

(معجم الطبراني الكبير : 21/3، فضائل الصحابة لأحمد : 1373، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَوْ كُنْتُ فِيمَنْ قَتَلَ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ، ثُمَّ غُفِرَ لِي، ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ، اسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَمُرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَنْظُرَ فِي وَجْهِي .

''اگر (بالفرض والمحال) میں قاتلینِ حسین میں شریک ہوں اور میرا یہ جرم معاف کر دیا جائے، جنت میں بھی چلا جاؤں، تب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا کرنے سے شرم محسوس کروں گا۔''

(المعجم الكبير للطبراني : 212/3، ح : 2928، وسندهٗ حسنٌ)

مخضرم تابعی، ابو رجاء عطاردی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

لَا تَسُبُّوا عَلِيًّا وَّلَا أَهْلَ هٰذَا الْبَيْتِ، فَإِنَّ جَارًا لَّنَا مِنْ بَلْهُجَيْمِ قَالَ : أَلَمْ تَرَوْا إِلٰى هٰذَا الْفَاسِقِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَتَلَهُ اللّٰهُ،

فَرَمَاهُ اللّٰهُ بِكَوْكَبَيْنِ فِي عَيْنَيْهِ، فَطَمَسَ اللّٰهُ بَصَرَهُ.

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل بیت کو برا بھلا مت کہو، ہمارا ایک ہمسایہ، جس کا تعلق بلہجیم سے تھا، اس نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو فاسق قرار دیا اور کہا کہ اللہ اس کو قتل کرے، تو اللہ کی جانب سے دو ستارے ٹوٹے اور اس کی آنکھوں میں پڑے اور اللہ نے اس کی آنکھیں پھوڑ دیں۔''

(المعجم الكبير للطبراني : 3/112، وسندهٗ صحيحٌ)

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مصائب میں ماتم کرنا یا اس کا وقت مقرر کر لینا تو بالکل بھی دین نہیں ہے، یہ کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا، نہ سابقین اولین میں سے کسی نے کیا، نہ تابعین نے اور نہ اہل بیت کے معزز لوگوں نے ایسا کوئی کام کیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، تو ان کے اہل خانہ موجود تھے، اسی طرح سیدنا حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، تب بھی ان کے اہل خانہ موجود تھے، اس پر کئی برس بیت گئے، مگر کسی نے ایسا کام نہیں کیا، وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے پیرو تھے، انہوں نے ماتم جیسی بدعت ایجاد نہیں کی، نہ نوحے کئے، بلکہ صبر کرتے تھے اور اللہ ورسول کے حکم پر عمل پیرا تھے، وہ پریشانی میں دکھی اور غمگین تو ہوتے تھے، لیکن یہ کام نہیں کرتے تھے۔''

(حقوق أهل البيت، ص 46)

مزید فرماتے ہیں:

أَمَّا مَنْ قَتَلَ الْحُسَيْنَ أَوْ أَعَانَ عَلٰى قَتْلِهٖ أَوْ رَضِيَ بِذٰلِكَ فَعَلَيْهِ

لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ؛ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا .

''جس نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا یا ان پر اعانت کی یا اس پر راضی ہوا، اس پر اللہ، اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو، اللہ اس سے کوئی فرض یا نفل قبول نہیں کرے گا۔''

(مجموع الفتاویٰ : 487/4)

مورخ اسلام، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

كُلُّ مُسْلِمٍ يَنْبَغِي لَهٗ أَنْ يُحْزِنَهٗ هٰذَا الَّذِي وَقَعَ مِنْ قَتْلِهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَإِنَّهٗ مِنْ سَادَاتِ الْمُسْلِمِينَ وَعُلَمَاءِ الصَّحَابَةِ، وَابْنُ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي هِيَ أَفْضَلُ بْناتِهٖ، وَقَدْ كَانَ عَابِدًا وَشُجَاعًا وَسَخِيًّا، وَلٰكِنْ لَّا يُحْسِنُ مَا يَفْعَلُهُ الشِّيعَةُ مِنْ إِظْهَارِ الْجزَعِ وَالْحُزْنِ الَّذِي لَعَلَّ أَكْثَرَهٗ تَصَنُّعٌ وَرِيَاءٌ، وَقَدْ كَانَ أَبُوهُ أَفْضَلَ مِنْهُ، وَهُمْ لَا يَتَّخِذُونَ مَقْتَلَهٗ مَأْتَمًا كَيَوْمِ مَقْتَلِ الْحُسَيْنِ، فَإِنَّ أَبَاهُ قُتِلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ خَارِجٌ إِلٰى صَلَاةِ الْفَجْرِ ...... سَنَةَ أَرْبَعِينَ، وَكَذٰلِكَ عُثْمَانُ كَانَ أَفْضَلَ مِنْ عَلِيٍّ، عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، وَقَدْ قُتِلَ وَهُوَ مَحْصُورٌ فِي دَارِهٖ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ مِنْ شَهْرِ ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ سِتٍّ وَثَلَاثِينَ، وَقَدْ ذُبِحَ مِنَ الْوَرِيدِ إِلَى

الْوَرِيدِ، وَلَمْ يَتَّخِذِ النَّاسُ يَوْمَ مَقْتَلِهِ مَأْتَمًا، وَكَذَلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَهُوَ أَفْضَلُ مِنْ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ، قُتِلَ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ صَلَاةَ الْفَجْرِ، وَهُوَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَلَمْ يَتَّخِذِ النَّاسَ يَوْمَ قَتْلِهِ مَأْتَمًا، وَكَذٰلِكَ الصِّدِّيقُ كَانَ أَفْضَلَ مِنْهُ، وَلَمْ يَتَّخِذِ النَّاسُ يَوْمَ وَفَاتِهِ مَأْتَمًا، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَقَدْ قَبَضَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ كَمَا مَاتَ الْأَنْبِيَاءُ قَبْلَهُ، وَلَمْ يَتَّخِذْ أَحَدٌ يَوْمَ مَوْتِهِ مَأْتَمًا يَفْعَلُونَ فِيهِ مَا يَفْعَلُهُ هٰؤُلَاءِ الْجَهَلَةُ مِنَ الرَّافِضَةِ يَوْمَ مَصْرَعِ الْحُسَيْنِ، وَلَا ذَكَرَ أَحَدٌ أَنَّهُ ظَهَرَ يَوْمَ مَوْتِهِمْ وَقَبْلَهُمْ شَيْءٌ مِمَّا ادَّعَاهُ هٰؤُلَاءِ يَوْمَ مَقْتَلِ الْحُسَيْنِ مِنَ الْأُمُورِ الْمُتَقَدِّمَةِ، مِثْلَ كُسُوفِ الشَّمْسِ وَالْحُمْرَةِ الَّتِي تَطْلُعُ فِي السَّمَاءِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ.

''مسلمان کو ان کے ساتھ پیش آنے والے حادثے پر دکھی ہونا چاہیے، کیونکہ وہ سادات المسلمین اور علمائے صحابہ میں سے تھے، رسول اللہ ﷺ کی سب سے افضل بیٹی کے صاحبزادے، بہادر اور سخی انسان تھے، لیکن شیعہ کا یہ طریقہ کار بالکل بھی درست نہیں ہے، کیونکہ اس میں اکثر تصنع اور ریا پایا جاتا ہے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے والد ان سے زیادہ افضل تھے، لیکن یہ لوگ ان کے شہادت پر ماتم نہیں کرتے، ......اسی طرح اہل السنۃ کے نزدیک سیدنا عثمان

بن عفان رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے افضل تھے، آپ کو محصور کر کے شہید کر دیا گیا، 37 ہجری میں جب ذوالحجہ کے ایام چل رہے تھے، ان کو ذبح کر دیا گیا، رگ جاں کٹ گئی، لیکن ان کی شہادت پر ماتم نہیں کیا جاتا، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب فجر کی نماز میں قرآن پڑھ رہے تھے، شہید کر دیئے گئے، یہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی افضل ہیں، مگر ان کا ماتم نہیں ہوا، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے افضل، مگر آپ کے یوم وفات کو ماتم نہیں ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا وآخرت میں سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد کے سردار ہیں، آپ فوت ہوئے، تو کسی نے بھی اس طرح ماتم نہیں کیا، جیسے یہ جہلا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر کرتے ہیں۔ ایسی کوئی روایت مذکور تک نہیں ہوئی کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر سورج گرہن لگا ہو یا آسمان سے سرخی پھوٹی ہو، یہ جاہلوں کی بنائی ہوئی باتیں ہیں۔''

(البداية والنّهاية :57/11)

اسلم منقری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

دَخَلْتُ عَلَى الْحَجَّاجِ، فَدَخَلَ سِنَانُ بْنُ أَنَسٍ قَاتِلُ الْحُسَيْنِ، فَإِذَا شَيْخٌ آدَمُ فِيهِ حِنَّاءٌ، طَوِيلُ الْأَنْفِ فِي وَجْهِهِ بَرَشٌ، فَأُوقِفَ بِحِيَالِ الْحَجَّاجِ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ الْحَجَّاجُ، فَقَالَ: أَنْتَ قَتَلْتَ الْحُسَيْنَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَكَيْفَ صَنَعْتَ بِهِ؟ قَالَ: دَعَمْتُهُ بِالرُّمْحِ، وَهَبَرْتُهُ بِالسَّيْفِ هَبْرًا، فَقَالَ لَهُ الْحَجَّاجُ: أَمَا إِنَّكُمَا لَنْ تَجْتَمِعَا فِي دَارٍ.

''میں حجاج بن یوسف کے پاس حاضر ہوا، تو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل سنان

بن انس بھی آ گیا تھا، ہم نے دیکھا کہ وہ گندمی رنگ کا بوڑھا ہے اور اس نے مہندی لگا رکھی، ناک لمبوترا اور چہرے پر کالے اور سرخ دانے نکلے ہوئے تھے، اس کو حجاج کے سامنے کھڑا کیا گیا، حجاج نے اس کی طرف دیکھا اور پوچھا: کیا تو نے حسین کو قتل کیا ہے؟ کہنے لگا: ہاں! حجاج نے پوچھا: کیسے قتل کیا؟ کہنے لگا: نیزہ مارا اور پھر تلوار سے، حجاج کہنے لگا کہ تم دونوں ایک جگہ پر اکٹھے نہیں ہوؤ گے۔''

(المعجم الكبير للطّبراني : 111/3)

سند ضعیف ہے، ابوبکر بن عیاش نے سیء الحفظ ہونے کے بعد یہ روایت کی ہے۔

عمارہ بن عمیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

لَمَّا جِيءَ بِرَأْسِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ وَأَصْحَابِهٖ نُضِّدَتْ فِي الْمَسْجِدِ فِي الرَّحَبَةِ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِمْ وَهُمْ يَقُولُونَ : قَدْ جَاءَ تْ قَدْ جَاءَ تْ، فَإِذَا حَيَّةٌ قَدْ جَاءَ تْ تَخَلَّلُ الرُّؤُوسَ حَتّٰى دَخَلَتْ فِي مَنْخَرَيْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ فَمَكَثَتْ هُنَيْهَةً، ثُمَّ خَرَجَتْ فَذَهَبَتْ حَتّٰى تَغَيَّبَتْ، ثُمَّ قَالُوا : قَدْ جَاءَ تْ، قَدْ جَاءَ تْ، فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا .

''عبیداللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کا سر لایا گیا تو ''رحبہ'' کی مسجد میں رکھ دیا گیا، میں وہاں پہنچا، تو لوگ کہہ رہے تھے کہ آ گیا آ گیا، اچانک ایک سانپ آیا، وہ عبیداللہ کے نتھنوں سے داخل ہوا، تھوڑی دیر رکا اور پھر نکل گیا، اور غائب ہو گیا، لوگ پھر کہنے لگے کہ آ گیا آ گیا، سانپ نے پھر وہی عمل

دہرایا، اور یہ کام دو تین دفعہ ہوا۔''

(سنن التّرمذي : 3780)

اس کی سند سلیمان بن مہران الاعمش کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

مورخ اسلام حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اَلْحُسَيْن رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ شَهِيدٌ قُتِلَ بِسَيْفِ أَهْلِ الشَّرِّ .

''سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شر پسندوں کی تلوار سے شہید کیا گیا۔''

(سير أعلام النّبلاء :388/21)